مولانا محمد عبداللہ سعید عفیف

الاستفسار

موبیدار (ریٹائرڈ) عبدالغفور صاحب شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ سے لکھتے ہیں:

چند برس قبل ایک مسجد ذاتی تنازعہ کی بناء پر دوسری مسجد کی ضد پر تعمیر کی گئی۔ دیہات کے امام مسجد نے مصالحتی کوشش میں یہ فیصلہ کیا کہ نئی مسجد کو برقرار رہنے دیا جائے۔ مگر باقی جملہ جماعتی امور یعنی جمعہ، جماعت پہلے کی طرح قدیم مسجد میں رکھے جائیں۔ بعد ازاں مولوی محمد حسین صاحب شیخوپوری اس علاقہ میں دیہات کے نزدیک تبلیغی پروگرام کے تحت تشریف لاتے۔ تو اُن سے مسئلہ دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فتویٰ دیا کہ مسجد کو گرا دیا جائے جس پر عملدرآمد کیا گیا۔ اب چار پانچ سال بعد پھر ذاتی اختلافات پر کچھ لوگوں نے علیحدگی اختیار کر کے وہاں پر جمعہ، جماعت قائم کر لی ہے، اب مسئلہ دریافت طلب ہے کہ اس مسجد میں جمعہ، جماعت، نماز ادا کرنی صحیح ہے یا نہیں؟ براہِ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرمائیں!

الجواب بعون الوهاب ومنه الصدق والصواب:

بشرطِ صحتِ سوال ومضمونِ تحریر واضح باشد کہ صورتِ مسئولہ میں جب پہلے سے ایک جامع مسجد موجود ہے اور اس میں نمازِ باجماعت اور جمعہ ہو رہا ہے، محض ضد اور باہمی تنازع کی وجہ سے، یا پھر ضد اور عناد کی وجہ سے نئی مسجد تعمیر کرنا اور جمعہ جماعت اس نئی مسجد میں قائم کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس واسطے کہ اس مسجد جدید کی بنیاد تفریقِ جماعت اور ضد پر ہے اور تفریقِ جماعت ایک وصف ہے اوصافِ مسجد ضرار سے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"لا تقم فيه ابدا" (سورۃ توبۃ ۱۰)

"(اے نبیؐ) آپ اس (مسجد) میں مت کھڑے ہوں نماز کے لیے کبھی بھی!"

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وادئ قبا کے منافقین نے ابوعامر راہب کی فہمائش اور

انگیخت پر مسجد قبا کو نقصان پہنچانے کی ناپاک غرض کے لیے نام نہاد مسجد بنالی تھی اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جدید مسجد میں نماز پڑھنے کی دعوت بھی دی تھی۔ آپ نے اس مسجد جدید میں نماز پڑھانے کا وعدہ فرمالیا تھا جب آپ نے وہاں تشریف لے جانے کا ارادہ فرمایا، تو جبریل امین یہ آیت شریفہ لے کر حاضر ہوئے :

"والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین وارصادا لمن حارب اللہ ورسولہ من قبل ولیحلفن ان اردنا الا الحسنٰی واللہ یشھد انھم لکٰذبون لا تقم فیہ ابدا"

اور (ان منافقوں میں) وہ لوگ بھی ہیں جنھوں نے ضد سے اور کفر سے اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے اور اس شخص کا انتظار کرنے کے لیے جو پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ سے لڑ چکا ہے ایک اپنی (علیحدہ مسجد قبا کی مسجد کے مقابل) بنالی اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کوئی نیت نہیں کی تھی اور اللہ گواہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ اے نبیؐ! آپ اس مسجد میں نماز کے لیے کبھی بھی کھڑے نہ ہوں"۔ یعنی مسجد ضرار چار وجہ سے مردود ہوئی تھی۔

اول یہ کہ اس مسجد کی وجہ سے مسجد قباء کا ضرر مقصود تھا۔ ثانی یہ کہ اس کی وجہ بنا اللہ اور رسول اللہ کے ساتھ کفر پر تھی، ثالث یہ کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لیے بنائی گئی تھی۔ رابع یہ کہ اس سے اللہ اور رسول اللہ کے ساتھ لڑنے والوں کی امداد کرنا مقصود تھا۔ (ملاحظہ ہو تفسیر فتح القدیر للشوکانی ص۴۰۳/۲، تفسیر ابن کثیر ص۳۸۸/۲، فتاویٰ نذیریہ ص۳۵۴/۱ و ص۳۵۵/۱)

چونکہ صورت مسئولہ میں نئی مسجد کی وجہ بنا محض ذاتی تنازعہ بیان کی گئی ہے۔ جس سے مسجد قدیم کا ضرر یقینی ہے اور نیز جماعت مسلمین میں تفریق اور پھوٹ کی بھی باعث ہے۔ لہٰذا اس میں جمعہ، جماعت ہرگز جائز نہیں ہے۔ چنانچہ امام عبدالجبار ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں فرماتے ہیں،

"حکم چنیں مسجد حکم مسجد ضرار است زیرانکہ ایں مسجد محض بغرض نفسانیت و عداوت مسجد قدیم تیار شدہ و در مسجد ضرار نماز جائز نیست، اللہ عزوجل در قرآن شریف مے فرماید" لا تقم فیہ ابدا لمسجد اسس علی التقوٰی من اول یوم احق ان تقوم فیہ "۔ (فتاویٰ عبدالجبار الغزنوی ص۱۳)